اس تحریر کی برکات کا انتساب صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف کرتاہ

تنقیح خبر الواحد

فی

باب الاعتقاد

از قلم

خویدم العلم محمد شاہد قادری بندیالوی
مدرس شعبہ تخصص فی الفقہ والمعقولات
جامعہ دار العلوم میمن کراچی

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

ہم رفتہ رفتہ علم سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ افسوس علم سے دوری کے سبب عقائد فاسدہ جنم لیتے رہتے ہیں۔ سب سے اہم علم کی نوع عقیدہ کا علم ہے۔ یہ قضیہ ضروریہ میں سے ہے۔ اس کے اجزاء میں سے ایک جزء اثبات عقیدہ ہے، عقیدہ کس شے سے ہو گا؟ اس جنس کی علیحدہ علیحدہ فصل ہو گی کیونکہ نوع کا امتیاز فصل کیساتھ ہوتا ہے، اس لیے عقیدے کی معلومات فرض اولی ہے۔

کئی سطحی احباب سے سننے کو ملا کہ عقیدہ کا اثبات مطلقا خبر واحد سے نہیں ہوتا تو تحیر ہوا کہ عقیدہ کا اثبات قرآن و سنت سے نہیں تو کس سے ہو گا؟

تو میں نے اس مسئلہ پر کچھ لکھنے کی جسارت کی۔ اللہ عزوجل میری سعی کو جمیلہ بنائیں اور اپنی بارگاہ میں اسے شرف قبولیت عطا فرمائیں۔

میں یہ رسالہ بہت پہلے لکھ چکا تھا مگر ضرورت محسوس کرتے ہوئے اس کو دوبارہ ترتیب دیا گیا، جب شوشل میڈیا پر میں نے اس کی ایک تصویر ڈالی تو مجھے ایک دوست نے فون کیا کہ آپ نے البانی کی کتاب حجیت خبر واحد فی العقیدہ دیکھی ہے؟ میں نے کہا نہیں! کہ میں نے کسی کتاب کو دیکھا نہیں ہے میرا یہ ذاتی مواد ہے جو صاحب مطالعہ کو اس کے مطالعہ سے علم ہو گا مگر میں نے اس کی کتاب جب دیکھی تو خلط مبحث اور خیانت فریب پر مبنی تھی اگر اس رسالہ کے بعد کسی کو ضرورت محسوس ہوئی تو فقیر اس کے ہر جزئی کے بطلان کو پیش کریگا جو باطل کو مستلزم ہے کل ماھو مستلزم للباطل فھو باطل۔

اس کے دھوکے کیں ایک مثال کہ خبر واحد کی حجیت عقیدہ میں ثابت کرتا ہے، اس نے 55 حدیثیں پیش کیں جو تمام کی تمام فقہاء کے اجتہاد پر مبنی تھیں کچھ کی اسناد میں کلام تھا اور کچھ کے متعلق اس کا فہم ناقص تھا، خاتمہ میں اس کے ایک سوال کا جواب پیش کرونگا

میں نے اپنے اس رسالہ کو ایک مقدمہ اور تین کلیوں اور ایک خاتمے پر تقسیم کیا۔

پہلی کلی میں عقیدہ کی وضاحت دوسری کلی میں خبر واحد کی وضاحت اور تیسری کلی میں اصل قضیہ پر بحث ہو گی اور خاتمہ میں چند امور کا بیان ہو گا

مقدمہ

عقیدہ کا اثبات خبر واحد سے لا بشرط شئ کے مرتبہ میں سے ہے اور بعد میں کبھی بشرط شئ کا مرتبہ بنے گی اور کبھی بشرط لا شئ کے قبیلہ سے ہو گی، یعنی عقیدہ کا اثبات خبر واحد سے ہونا یا نہ ہونا دونوں مفہوم معتبر ہیں مگر من حیث ھو ھو کا انکار کرنا درست نہیں اور یقینا جن اسلاف کی کتابوں میں یہ مسئلہ موجود ہے اس کا مکمل بالکلیہ انکار بھی درست نہیں اور بالکلیہ اقرار کی حیثیت بھی مختلف ہو گی۔ اس قضیہ کا موجبہ کلیہ ہونا معتبر ہے اور سلب کلی درست نہیں ہاں سلب کلی کی ایک صورت ہو سکتی ہے ضروریات دین کا معنی لیا جائے تو درست ہے۔ شکل ثانی سے نتیجہ درست ہے اگر ضروریات دین سے قطع نظر اعتبار کیا جائے تو یہ موجبہ کلیہ ہو گا اس کا نتیجہ شکل اول سے حاصل ہو گا۔

عقیدہ کے ہر مسئلہ کا تعلق علیحدہ نوعیت کا ہوتا ہے جس مرتبہ کا مسئلہ ہو گا اسی مرتبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے دلیل کا اعتبار ہو گا اور عقیدے کا اثبات ہو گا۔

میرے موضوع کا عنوان خبر الواحد فی العقیدہ ہے خبر واحد موضوع ہے عقیدہ محمول ہے یہ حمل اشتقاقی ہے اس لیے پہلے میں عقیدہ کو اہمیت دیتے ہوئے محمول کا تصور اور اس کے بعد موضوع کا تصور اسکے بعد قضیہ کی اصل جزء کو ثابت کروں گا۔

الکلیۃ الاولی.

عقیدہ کی تعریف:

عقیدہ مایصدق بہا کو کہتے ہیں۔ یہ تعریفات کا ماحصل ہے جو علم الکلام کی تعریفات ہیں اس میں یہ بات ملحوظ ہے اور جزء لازم ہے۔

فائدہ اولی:

عقیدہ کا تعلق کبھی ضروریات دین سے ہوتا ہے اور کبھی ضروریات اہل سنت سے اور کبھی ثابتات محکمہ اور کبھی ظنیات محتملہ سے ہوتا ہے۔

جیسا کہ اعلی حضرت نے فرمایا: کہ مانی ہوئی باتیں چار طرح کی ہیں

فتاوی رضویہ (جلد 29 صفحہ۔385)

اعلی حضرت فرماتے ہیں: کہ ہر مسئلہ کی دلیل علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے اور حکم بھی مختلف ہوتا ہے

میں کہتا ہوں ان چاروں باتوں کا تعلق اعتقادیات سے ہے ہر قضیہ کی دلیل اور حکم علیحدہ ہوگا یہ چاروں قضیے موجبے جزیئے ہیں۔

فائدہ ثانیہ:

عقیدہ کا تعلق تصدیق سے ہوگا نہ کہ تصور سے۔ جب تعلق تصدیق سے ہوا تو نفس الامر میں تصدیق کی چاروں قسموں یا دوسرے قول کے مطابق ساتوں قسموں کو شامل ہوگا۔ ان سب کا اعتبار حکم حقیقتاً مختلف ہوگا یہ حکماء کے مطابق ہوگا مگر عند الشرع تصدیق کی قسم ظن اور یقین کو شامل ہے۔ دوسروں کا ہونا عند الشرع مطلوب نہیں تقلید کو میں نے اس لیے خارج کیا کہ وہ ظن غالب کے مرتبے میں آجائے گی۔

فائدہ ثالثہ۔

تصدیق تصور کا قسیم ہے اور یہ دونوں نوعیں علم کی ہیں اور دونوں متبائن ہیں ھما نوعان متبائنان کما قال محب اللہ بہاری

تصدیق کا علم کے لواحقات میں سے ہونا محققین کا مؤقف ہے جو درست نہیں۔ صحیح مؤقف یہ ہے کہ علم کی دونوں قسموں کو شامل ہے اور متکلمین کے نزدیک علم تصدیق کو شامل ہے۔

فائدہ رابعہ۔

عقیدہ کا تعلق تصدیق سے ہے جسے آپ تصور مع الحکم کا نام بھی دے سکتے ہیں۔

تصور مطلق علم کا فرد ہے اور یہ قضایا اعتقادیہ میں معتبر نہیں۔

لہذا مطلق تصور کہنے سے احتراز کیا جائے۔

فائدہ خامسہ۔

تصدیق عقیدہ کی ذاتی ہے ذاتی کا ذات سے تخلف جائز نہیں ہوتا کہ مجعولیت کی خرابی لازم نہ آئے جس طرح جعل کی بحث میں مبحوث ہیں۔

(سلم کی شروحات قاضی وغیرہ)

یہ مسئلہ منطق سے تعلق رکھتا ہے مگر عقیدہ میں بھی اس کا تعلق ہوتا ہے۔

فائدہ سادسہ۔

تصدیق کی تین قسمیں ہیں

(1) تصدیق منطقی (2) تصدیق شرعی (3) تصدیق لغوی

تصدیق لغوی کے تین معانی بیان کیے گئے ہیں۔

(1) اذعان بنفس الخبر (2) اذعان بصدق الخبر (3) اذعان بصدق المخبر

تصدیق منطقی یہ پہلا معنی ہے اور اس کے اندر تصدیق کا ماخذ صدق ملحوظ نہیں ہوتا۔

اس معنی سے سیدی سندی استاد ملک المدرسین عطا محمد بندیالوی کو تسامح ہوا جو تصدیق شرعی و منطقی میں صحیح و کامل فرق نہیں کر سکے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لیے میرا رسالہ "الایمان بسیط او مرکب" کا مطالعہ کریں

تصدیق شرعی ضروریات دین کا دوسرا نام ہے مگر میرے نزدیک اسے ضروریات دین کہنا مناسب نہیں، ضرورت کا فرد بنانا زیادہ مناسب ہے " **هو الاذعان بما علم مجيئه من النبى بالضرورة**"

فائدہ سابعہ۔

تصدیق ایجابی و سلبی دونوں سے تعلق رکھتی ہے اسکا عقیدہ میں حکم مختلف ہونا ہے۔

فائدہ ثامنہ۔

ان الاحكام الشرعية منها ما يتعلق بكيفية العمل وتسمى فرعية و عملية ومنها ما يتعلق بالاعتقاد وتسمى اصلية و اعتقادية (شرح عقائد صفحه 3)

الکلیۃ الثانیۃ

فائدہ اولی:

خبر کی دو قسمیں کی گئیں

(1)خبر متواتر (2)خبر واحد

خبر متواتر:وہ ہے کہ اتنے افراد نے خبر دی جن کا جھوٹ پر اتفاق محال ہو اور یہ محال کی قسم عادی کو شامل ہے۔

فان کانت کثرت الرواۃ فی کل موضع بحد لا یجوز العقل توافقهم علی الکذب یسمی متواترا

(اصول حدیث امام برکوی صفحہ 163)

اس تعریف کو متعدد اصول حدیث کی کتب میں نقل کیا گیا ہے

تنبیہ:یہ تواتر اسنادی کی تعریف ہے۔

خبر آحاد:ما لم یجمع شروط المتواتر (الاحکام للآمدی)

فائدہ:یہ تعریف خبر واحد کی تینوں قسموں کو شامل ہونے کے اعتبار سے ہے جیسا کہ تعریف سے واضح ہے۔

فائدہ ثانیہ۔

خبر متواتر کی چار قسمیں کی گئی ہیں

(1)اسنادی (2)طبقاتی (3)توارثی (4)قدر مشترک

یہ چاروں قسمیں عقیدے میں معتبر ہیں ان سے ضروریات دین اور ضروریات اہلسنت دونوں ثابت ہو سکتے ہیں مگر زیادہ تر قدر مشترک کا اعتبار ہوتا ہے جس کو دوسرا نام تواتر معنوی کا دیا جاتا ہے۔

امام سیوطی اور امام کتانی دونوں کے رسالے اسی قسم کو شامل ہیں۔

فائدہ؛

متواتر کی قسم جس کو تواتر معنویہ کہا جاتا ہے یہ اصل میں خبر واحد ہی ہوتی ہے مگر اس کے مضمون کے روایت کثیرہ میں ذکر ہونے کی وجہ سے اسے تواتر معنویہ کہتے ہیں۔

فائدہ: جس کو خبر واحد کی قسم مشہور کو شامل کیا گیا ہے اور اس بات کی طرف ہے کہ ضروریات اہل سنت خبر واحد کی قسم مشہور سے بھی ثابت ہیں۔

تنبیہ:

خبر واحد سے اثبات عقیدہ ہوتا ہے مگر اس کو متاخرین نے اسے تواتر معنوی کا نام دیا ہے یہ تقسیم متاخرین کی ہے متقدمین کی نہیں کیونکہ تواتر اسنادی محدثین کے ہاں دو چار کے علاوہ ہے ہی نہیں لہذا مطلقا خبر واحد سے انکار احادیث سے ہاتھ دھونے کے مترادف ہے اور احادیث سے انحراف کا لازم ہے۔

جس خبر واحد کو محتف بالقرائن مل جائے اس سے بھی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

فائدہ۔

حدیث متواترہ یہ خبر واحد ہی ہوتی ہے مگر معنٰی و مفہوم متعدد روایتوں سے آنے کی وجہ سے اسے متواتر معنوی کہا جاتا ہے اور یہ قطعیت کا فائدہ دیتا ہے جیسا کہ اس کی طرف سے اثبات نبوۃ محمد میں ذکر فرمایا گیا۔

تنبیہ:

یہ خبر واحد ہی ہوتی ہے مفہوم کا متعدد حدیثوں میں آنا اسے متواتر معنوی بنا دیتا ہے اس لیے اسے قدر مشترک بھی کہا جاتا ہے۔

فائدہ ثالثہ:

خبر متواتر مفید للیقین ہے، علم یقین نظری اور بدیہی دونوں کا فرد ہو سکتا ہے۔

علامہ تفتازانی اور علامہ آمدی اور ابن حاجب وغیرہ سب کے نزدیک خبر متواتر بداھت کا فائدہ دیتی ہے

تنبیہ:

یہ یاد رہے کہ علامہ عبد الحي لکھنوی کے نزدیک اسے نظری کہنا درست نہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ علم بدیہی کا فائدہ دیتی ہے۔

تحشیتی:

ضرورت اور نظارت امور نسبیہ میں سے ہیں لہذا یہ کہنا کہ اس سے علم بدیہی کا فائدہ حاصل ہوتا ہے میرے نزدیک درست نہیں۔

فائدہ رابعہ:

خبر آحاد کی تین قسمیں کی جاتی ہے۔

(1) خبر مشہور (2) خبر عزیز (3) خبر غریب

تنبیہ-میرے نزدیک عقیدہ میں خبر واحد کی دو قسمیں ہیں عزیز اور غریب۔

خبر مشہور خبر آحاد کی علیحدہ مستقل قسم ہے جسکو آپ قسیم بھی کہہ سکتے ہیں۔

خبر مشہور خبر واحد کی قسم عند المحدثین ہے اور یہ جمہور کا موقف ہے اس میں بعض کا اختلاف ہے۔

فائدہ خبر متواتر علم ضروری کا فائدہ دیتی ہے علامہ آمدی کا بھی یہی قول ہے

"اتفق الجمہور من الفقہاء والمتکلمین من الاشاعرۃ والمعتزلۃ علی ان العلم عن خبر المتواتر ضروری"

امام غزالی کا بھی یہی موقف ہے

خبر واحد علم کا فائدہ دیتی ہے جہاں پر علم کی نفی ہے وہاں یقین کی نفی ہے۔

امام جصاص حنفیوں میں سے مشہور کو خبر متواتر سے بنایا یہ ان سے تسامح ہوا۔

خبر واحد علم کا فائدہ دیتی ہے امام احمد بن حنبلؒ سے مطلقا منقول ہوا، بعض لوگوں نے اس کی یہ تاویل کیں کہ اس خبر سے مراد خبر مشہور ہے

فائدہ:

خبر واحد کا انکار گمراہی نہیں چہ جائیکہ کہ کفر ہو، خبر واحد جب قطعیت کا معنی دے گی تو عقیدہ میں ثابت ہو گی جب خبر واحد علم طمانیت کا فائدہ دے گی اس سے بھی عقیدہ ثابت ہو گا

فائدہ خامسہ:

یہ تینوں قسمیں عند المحدثین والمتکلمین صحت، حسن، اور ضعف کو شامل ہوتی ہیں۔

تنبیہ:

مگر میں کہتا ہوں کہ متکلمین کا شغف حدیث بہت کمزور ہے بہت ساری ایسی احادیث نقل کرتے ہیں جن کی اسنادی حیثیت میں بہت کلام ہوتا ہے میں کہتا ہوں کہ شاید وہ اثبات عقیدہ مقصود نہیں ہوتا تائید مقصود ہوتی ہے مگر یاد رہے میرے نزدیک ضعیف سے متوقف فیہ عقیدے کا اثبات ہو سکتا ہے۔

فائدہ سادسہ۔

عقیدہ کے ادلہ چار ہیں۔

(1)قرآن (2)حدیث (3)سواد اعظم (4)عقل

ہماری بحث قسم دوم سے ہے۔

فائدہ سابعہ:

ہر وہ خبر واحد جس کا تعلق عقیدہ سے ہو گا اسے قبول کیا جائے گا۔ اس کا صغری یوں ہو گا اس خبر کا تعلق عقیدہ سے ہے، نتیجہ یہ ہو گا کہ اس خبر کو قبول کیا جائے گا۔ صغری کبری دونوں نظری ہو سکتے ہیں، جس کا اثبات دلیل پر موقوف ہوتا ہے جب کبری مسلم ہو گا حد اوسط کا بالفعل ہونا اس کے لیے حکم ثابت کرے گا۔

یہ بالمادۃ کے اعتبار سے اثبات دلیل پر موقوف ہو گی۔

شکل اول جو فطری نتیجہ دیتی ہے شکل اول صوری کی شرائط مکمل ہے۔

فائدہ ثامنہ۔

علامہ عبدالقاہر بغدادی فرماتے ہیں۔

والاخبار عندنا علی ثلاثۃ اقسام تواتر واحاد ومتوسط بینهما مستفیض جار مجری التواتر فی بعض احکامه۔

فالمتواتر: هو الذی یستحیل التواطوء علی وضعه وهو موجب للعلم الضروری بصحة مخبره۔

واخبار الاحاد متى صح اسنادها وكانت متونها غير مستحيلة فى العقل كانت موجبة للعمل بها دون العلم وكانت بمنزلة شهادةالعدول عند الحاكم يلزمه الحكم بها فى الظاهر وان لم يعلم صدقهم فى الشهادة۔

واما المتوسط بين التواتر والاحاد فانه يشارک التواتر فى ايجابه للعلم والعمل ويفارقه من حيث ان العلم الواقع عنه يكون مكتسبا والعلم الواقع رن التواتر ضرورى غير مكتسب۔

وهذا النور المستفيض المتوسط بين التواتر والاحاد على اقسام احدها خبر من دلت المعجزةعلى صدقه كاخبار الانبياء عليهم السلام۔

والثانى خبر من اخبر عن صدقه صاحب معجزه

والثالث خبر رواه فى الاصل قوم ثقات ثم انتشر بعدهم رواته فى الاعصار حتى بلغوا حدا التواتر كالاخبار فى الروية والشفاعة والحوض والميزان والرجم والمسح على الخفين وعذاب القبر ونحوه۔

(اصول الدين ص،26)

تخشیتی:

خبر واحد کی تقسیم عندالمتکلمین میں نے اپنے ذاتی مطالعہ سے سمجھی تھیں کہ عزیز اور غریب مگر جب میں نے اس کا قسیم ہونا اصول دین میں پڑھا تو ایک مسرت حاصل ہوئی۔

اسی بات کو علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اشارہ فرمایا

الکلیۃ الثالثہ

اس کلیہ میں خبر واحد کا عقیدہ میں معتبر اور غیر معتبر ہونے کی بحث ہوگی۔
خبر واحد سے عقیدہ ثابت ہو گا لیکن اس بات کو دوبارہ عرض کرتا چلوں کہ خبر واحد سے عقیدے کے ثبوت کا کوئی بھی منکر نہیں ہے جن احباب نے یہ کہا کہ خبر واحد عقیدہ میں معتبر نہیں اس کا ماصدق علیہ ضروریات دین اور ضروریات اہل سنت ہیں مگر اس سے ضروریات ثابت ہو سکتی ہیں اپنی شرائط کے ساتھ۔

فائدہ اولی:

اس بات کو سمجھنے سے پہلے یہ بات یاد رکھیں کہ

عقیدہ کی دو قسمیں ہیں

(1)عقیدہ قطعی　　(2)عقیدہ ظنی

عقیدہ قطعی خبر واحد سے ثابت نہیں ہوتا تعریہ عن العوارض۔

قطعی کی دو قسمیں ہیں

(1) قطعی بمعنی الاخص　　(2) قطعی بمعنی الاعم

پہلی قسم سے ضروریات دین ثابت ہوں گے اور ثانی سے ضروریات اہلسنت ثابت ہوں گے۔
قطعی بالمعنی الاخص کے خلاف کا احتمال بالکلیہ نہیں ہوتا اس لیے اس سے ضروریات دین ثابت ہوتے ہیں اور قطعی بمعنی الاعم احتمال ناشی بلا دلیل ہوتا ہے بوجہ احتمال اس سے ضروریات اہلسنت ثابت ہوں گی۔

اسی طرح ظنی کی دو قسمیں ہیں

(1) ظنی بمعنی الاخص　　(2) ظنی بمعنی الاعم

اس سے ضروریات اہلسنت ثابت نہیں ہوں گی۔ چہ جائیکہ کہ ضروریات دین ثابت ہوں تعریہ عن العوارض سے متصف ہونے کے ساتھ اس سے ثابتات محکمہ اور ظنیات محتملہ ثابت ہو سکتے ہیں متوقف فیہ مسائل بھی اسی قبیلہ سے ہیں۔

فائدہ ثالثہ:

ان الادلة السمعية اربعة:

"قطعى الثبوت والدلالة كنصوص القرآن المفسرة و المحكمة والسنة المتواترةالتى مفهومها قطعى"

فائدہ: میں کہتاہوں ادلہ سمعیہ کی پہلی دہ قسموں سے ضروریات دین اور ضروریات اہلسنت کا ثبوت ہو گا

(ابن عابدین، رد المختار، ج: 1، ص: 70)

فائدہ رابعہ: متکلمین کے نزدیک علم کی تعریف میں اختلاف تو ہے جیسا کہ اشاعرہ وماتریدیہ کے اختلاف کو علامہ تفتازانی نے بیان فرمایا لیکن اس کا ثمرہ اختلاف یوں ہے "**هو الاعتقاد الجازم للواقع**" اس کو علم کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے متکلمین کے نزدیک علم قطعی کے علاوہ علم ظنی کو افادہ قطعی میں معتبر نہ جانا۔ پہلی دو قسم کے اعتبار سے عند المتکلمین علم کا اطلاق قطعی پر کرتے ہیں۔

خبر واحد کا عقیدہ میں ثبوت:

شرح عقائد میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعداد انبیاء کے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا "خبر واحد عقیدہ میں ثابت نہیں" میں کہتا ہوں خبر واحد اپنی شرائط کیساتھ عقیدہ ظنی میں فائدہ دیتی ہے اس بات سے علامہ صاحب کو بھی کوئی اختلاف نہیں۔ میرے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ علامہ تفتازانی نے جو حدیث پیش کی اس میں تین وجوہ سے کلام ہے

(1) سند میں کلام ہے (2) خبر غریب ہے (3) خبر میں تعداد کا اختلاف ہے تو اس سے عقیدہ قطعی ثابت کرنا درست نہیں۔

عند الفرہاروی۔

امام پرہاروی نے اس مقام پر شرح کرتے ہوئے تفتازانی کا رد کیا اور فرمایا کہ خبر واحد سے عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔

ولا عبرة اى بالاعتبار بالظن فى باب الاعتقاديات لان الحق سبحانه ذم قوما يعتقدون بظنونهم قال تعالى ان الظن لا يغنى من الحق شيئا وقال ان يتبعون الا الظن بل الظن

انما یعتبر فی العملیات حتی کان الثابت بالظن واجبا وعندنا فی اطلاق نفی العبرة نظر لان المشایخ ذکروا الظنیات فی عقائدھم کتفاضل الملک والبشر والسلف نقلوا الاحادیث الافراد فی احوال المعراج والقبر والجنة والنار مع انه لاحظ للعمل فیھا فلو لم یعتقدھا کان روایتھا عبثا ووجودھا وعدما متساویا وذا باطل بل الحق ان االمذموم ھو الظن الفاسد او الظن فیما یمکن فیه الیقین بالاستدلال مع التکلیف بالیقین فیھا کوجود الواجب ووحدته وصدق النبی اما الظن بحکم الدلیل الظنی مع عدم امکان تحصیل الیقین فغیر مذموم فاحفظه فکثیرا مایقع فیه الخطاعن النحاریر

(النبراس صفحہ 464)

تحشیتی:

میں کہتا ہوں علامہ پرہاروی نے علامہ تفتازانی کا رد فرمایا کہ عقیدہ میں خبر واحد فائدہ دے گی مطلقا اس کی کثیر مثالیں ذکر بھی فرمائیں کہ اس طرح کی مثالیں ذکر کی جائیں تو کلام طویل ہو جائے گا۔ ہمیں صرف اتنی بات ثابت کرنی ہے کہ عقیدہ میں خبر واحد معتبر ہے قطع نظر خارجی عوارضات سے اس میں بہت سے اہل علم کو مغالطہ لگا جیسا کہ علامہ پرہاروی نے ذکر فرمایا

معلوم ہوا عقیدہ میں ظنیات کا اعتبار ہو گا۔

تنبیہ:

میں کہتا ہوں شاید پرہاروی صاحب کا رد کرنا تفتازانی پر محدثین کے موقف کو لیتے ہوئے ہو جو میں نے تقسیم کی ہے اس کے مطابق اس کا تعلق خبر مشہور کی مثالوں سے ہے

دوسری بات شاید امام پرہاروی اس وہم کا ازالہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس قضیہ کو کوئی مطلق پر محمول نہ کرے یا علامہ صاحب ضروریات دین وضروریات اہلسنت سے قطع نظر افادہ عام کو بیان کرنا چاہتے ہیں

عند النسفی۔

علامہ نسفی "کتاب الاعتماد "میں فرماتے ہیں کہ" **اثر عائشة غير مقبول فى الظنيات عند البعض"**

(کتاب الاعتماد صفحہ 315)

علامہ نسفی کی عبارت سے معلوم ہوا کہ اس میں اختلاف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں بلکہ نوعیت مختلفہ حکم کے اختلاف کو ثابت کرتی ہے۔

عند علامہ اصفہانی؛

الحجہ فی بیان المحجہ میں علامہ اصفہانی فرماتے ہیں کہ خبر واحد کا انکار معتزلہ، قدریہ، اور اہل بدعت سے منقول ہے جیسا کہ عبارت مندرجہ ذیل میں ہے:

"قال لنا الامام ابو المظفر السمعانی :فصل ونشتغل الان بالجواب عن قولهم فيما سبق :ان اخبار الاحاد لا تقبل فيما طريقة العلم

وهذا راس شغب المبتدعة فی رد الاخبار وطلب الدليل من النظر والاعتبار فنقول وبالله التوفيق:

ان الخبر اذا صح عن رسول الله ورواه الثقات والائمة واسندواه خلفهم عن سلفهم الى رسول الله وتلقته الامة بالقبول فانه يوجب العلم فيما سبيله العلم۔

هذا قول عامة اهل الحديث والمتقنين من القائمين على السنة وانما هذا القول الذى يذكر :ان خبر الاحاد لا يفيد العلم بحال ولا بد من نقله بطريق التواتر لوقوع العلم به شيئ اخترعته القدرية والمعتزلة وكان قصدهم منه رد الاخبار وتلقفه منهم بعض الفقهاء الذين لن يكن لهم فى العلم قدم ثابتة ولم يقفوا على مقصودهم من هذا القول ولو انصف الفرق من الامة لاقروا بأن خبر الواحد يوجب العلم فانهم تراهم مع

اختلافهم فی طرائقهم وعقائدهم یستدل کل فریق منهم علی صحۃ ما یذھب الیہ بالخبر الواحد۔

پھر کچھ مثالیں ذکر فرماتے ہیں۔

تری اصحاب القدر یستدلون بقولہ : کل مولود یولد علی الفطرۃ وبقولہ خلقت عبادی حنفاء فاجتالتھم الشیاطین عن دینھم ،الی اخرہ۔

متصلا فرماتے ہیں: الی غیر ھذا من الاحادیث التی یستدل لھا اھل الفرق ومشھور و معلوم استدلال اھل السنۃ بالاحادیث ورجوعھم الیھا فھذا اجماع منھم علی القول باخبار الاحاد۔

(الحجۃ فی بیان المحجۃ ص 365-366)

تحشیتی: میں کہتا ہوں علامہ صاحب نے اس بات کا رد فرمایا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ خبر واحد عقیدہ میں ثابت نہیں اور اس بات کو بدعتیوں کا موقف قرار دیا۔

ابو شکور سالمی کے نزدیک خبر واحد کی حجیت:

علامہ ابو شکور سالمی اپنی کتاب التمہید میں فرماتے ہیں کہ

"کل ما ثبت بخبر الواحد لم تتفق الامۃ علی قبولہ فانہ لا یکون شرطا لصحۃ الایمان کل ماثبت بالخبر الواحد و اتفق الفقھاء علی صحۃ ذالک و اجتمعت علی قبولہ من غیر تاویل فانہ یکون من شرائط الایمان کعذاب القبر و الصراط والمیزان والشفاعۃ والمعراج الی السماء"

(التمہید صفحہ 211)

میں کہتا ہو اس مقام پر علامہ سالمی ضروریات دین کا اثبات نہیں بلکہ ضروریات اہلسنت کے اعتبار سے فرمارہے ہیں یہاں توقف لولاہ لامتنع کے قبیلہ سے نہیں ہے، متصلا فرماتے ہیں" و مثل ذلک ثبت بخبر الواحد

ولکن الصحابة والفقهاء اتفقت علی صحة ذلک وقبولها حل محل الاجماع فانه یوجب الایمان ثم من انکر ذالک هل یصیر کافرا ام لا؟ قال بعضهم یصیر کافرا و قال بعضهم لا یصیر کافرا لانه تاول فی ذالک ا اخطا فیکون مبتدی و یحکم بفسقه" (التمہید صفحہ 211)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ خبر واحد عقیدہ میں ثابت ہو گی۔

تحشیتی:

علامہ بیاضی کے نزدیک خبر واحد کی حجیت:

"الاصول المنیفہ "میں فرماتے ہیں کہ عقیدہ میں خبر واحد ثابت ہے۔

الاولی ان فی ایراد خبر الواحد فی مقام البیان اشارة الی حصول البیان به

الثانية ان المبين قطعی بالمعنی الثانی المشهور فيه فان القطعی يطلق علی ما يقطع الاحتمال اصلا كحكم ثبت بحكم الكتاب ومتواتر السنة ويكفر جاحده و يطلق علی ما يقطع الاحتمال الناشی عن دليل مثل تعدد الوضع كحكم ثبت بالظاهر والنص المشهور ولا يكفر جاحده كما لخص فی كتاب الاصول۔

(الاصول المنیفہ لامام ابی حنیفہ ص50)

تحشیتی:

علامہ بیاضیؒ نے میرے موقف کی طرف اشارہ کیا بلکہ خبر مشہورہ سے قطعی بمعنی الاعم کا فائدہ حاصل ہونے کو بیان کیا۔

علامہ تفتازانی کے نزدیک خبر واحد کی حجیت:

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہے کہ کرامات اولیاء کا منکر بدعتی واہل ہوا ہونگے اس پر مثال ذکر فرمائی حضرت عمروالا واقعہ یاساریۃ الجبل حالانکہ خبر احاد سے ثابت ہے مگر معنی اس کا متواتر ہے (ج3ص328)

علامہ تفتازانی کے نزدیک خبر مشہور بھی خبر واحد کی قسیم ہیں مسئلہ معراج پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

الحق انه بالیقظة بالجسد الی المسجد الاقصی بشهادة الکتاب واجماع قرن ثانی و من بعده ثم الی السماء بالاحادیث المشهورة والمنکر مبتدع۔

معلوم ہوا کہ علامہ تفتازانی خبر مشہور کو قسیم بنا رہے ہیں اور اس سے عقیدہ ثابت ہو گا اور اس کا منکر بدعتی و گمراہ ہو گا متصلا فرماتے ہے کہ

ثم الی الجنة والعرش وطرف العالم علی اختلاف الاراء بخبر الواحد

علامہ تفتازانی نے اس کا کوئی حکم بیان نہیں فرمایا میں کہتا ہوں اس کا منکر بدعتی و گمراہ نہیں زیادہ سے زیادہ خاطی ہے عقیدہ تو ثابت ہوا لیکن ایسا عقیدہ ثابت نہیں ہوا جس کا منکر گمراہ و بدعتی ہو چہ جائیکہ اس کی سندوں میں بھی کلام ہو

(شرح مقاصد، ج3 ص308)

امام قرطبیؒ کے نزدیک خبر واحد کی حجیت:

ثم انکم قبلتم هنا اخبار من تجویز العادة علیهم الغلط والکذب وهی اخبار الاحاد فقد خالفتم ما اصلتم وقبلتم عین ما انکرتم ؛قلنا فی الجواب عن ذلک اعلم ایها المعترض انا لن نقبل فی هذا الباب الا الاخبار المتواترة التی یحصل العلم بها لکن ینبغی ان تعلم ان المتواتر ضربان ضرب یتواتر لفظه و معناه وذلک مثل قوله تعالیٰ عنه من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخسرین۔

(آل عمران۔85)

فان هذا اللفظ نعلم قطعا ویقینا ان نبینا محمدا وآله کما تلوناه من غیر زیادة ولا نقصان از قد نقله عنه الجم الغفیر عن الجم الغفیر فلا یتطرق الیه وجه من وجوه الشک فلا یقدر احد ان یتشکک فی لفظه ولا فی معناه وکثیر من معجزات النبی

المعقدمه الذکر من هذا القبیل فهذا هو القرب الاول؛واما الضرب الاخر وهو مایتواتر معناہ دون لفظه فیحصل العلم ایضا بذالک المعنی،وذلک مثل ان تتوارد روایات کثیرۃ عن اخبار الاحاد الصحاح علی معنی واحد بالفاظ متغایرۃ وحکایات مختلفة مثال 239 ذلک انا نجد من انفسنا علما قطعیا بشجاعة علی بن ابی طالب رضی الله عنه۔

فاذا نظرنا فی الخبر الذی حصل لنا العلم بشجاعته لم نجدہ خبرا واحدا متواترا وانما وجدناہ جملة اخبار احاد تواردت علی معنی واحد وهو الشجاعة فتسمع عنه یوما انه فعل یوم خیبر کذا وفعل یوم حنین کذا ویوم صفین کذا ویوم الجمل کذا فلا تزال اخبار الاحاد تکثر حتی یضطر السامع الی العلم بمخبرها ولا یقدر علی تشکیک نفسه فی شیئ منها،وهذا مسلک فی تحصیل العلم از تفقدہ العاقل المنصف من نفسه وجدہ مفیدا للعلم ومحصلا له ضرورۃ ومن انکر حصول العلم منه کان منکرا لما هو ضروری

(اثبات نبوۃ محمد 181)

عنداعلی حضرت:

اعلی حضرت رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ: الاحلی من السکر لطلبةسکر روسر "میں فرماتے ہیں کہ اعتقاد ظن کو بھی شامل ہے اس سے اعلی حضرت نے دلیل بھی مواقف سے دی اور اعلی حضرت نے اس بات کارد فرمایا کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ احاد عقیدہ کا فائدہ نہیں دیتی۔

اقول المعروف شمول الاعتقاد لظن عن هذا تسمعهم یعرفون الظن بالاعتقاد الراجح کما نص علیه في شرح المواقف من المقصد الاول من المرصد الخامس من المؤقف الاول اللهم الا ان یصطلح علی تحقیقه بالجازم قلت وقد یشهد له قولهم ان الاحاد لا تفید الاعتقاد فافهم۔ (فتاوی رضویہ جلد4ص 497)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

" اذعان ظن غالب یقین بمعنی الاعم والاخص "سب کو شامل ہے اور عقیدہ میں معتبر آخری دو قسمیں ہیں(ضروریات دین اور ضروریات اہلسنت)

اگلے صفحہ پر فرماتے ہیں کہ

"اقول والاعتقاد وان ساوی الاذعان فی اصل وضعه فالمراد به ههنا هوالعلم بالمعنی الاخص المختص بالیقین الاعم اوالاخص ومنه قولهم حدیث الاحاد لا یفید الاعتماد فی باب الاعتقاد (فتاوی رضویہ ج1 ص 241)

فائدہ:

اعلی حضرت ہمارے موقف کو بیان فرمارہے ہیں یہ جو الاحاد لایفید فی باب الاعتقاد کہا جاتا ہے یہ مطلقا نہیں اس کا مفاد صرف اتنا ہے کہ اس سے ضروریات دین اور ضروریات اہلسنت ثابت نہیں ہوں گے۔ قطع نظر عوارضات کے سیدی اعلی حضرت ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: اس قضیے کا مفاد یہ ہے کہ متواتر واجماع کے مقابل احاد ہر گز نہ سنے جائیں گے ولہذا امام احمد قسطلانی "ارشاد الساری شرح صحیح بخاری" میں زیر حدیث "عرض علی عمر بن خطاب وعلیه قمیص هجره قالوا فما اولت ذلک یا رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الدین" (مجھ پر عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا اور وہ اپنی قمیص گھسیٹ کر چل رہے ہیں) صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ فرمایا دین)، فرماتے ہیں؛

لئن سلمنا التخصیص به این بالفاروق رضی الله عنه فهو معارض بالاحادیث الکثیرة البالغه درجة التواتر المعنوی الدالة علی افضلیة الصدیق رضی الله عنه فلا تعارضها الاحاد ولئن سلمنا التساوی بین الدلیلین لکن اجماع اهل السنة والجماعة علی افضلیته وهو قطعی فلا یعارضه ظنی

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال ج ا ص 106)

(فتاوی رضویہ ج5 ص 581)

ایک فریب اور اعلی حضرت کی تنبیہ:

معانی قطعیہ جو تمام مسلمین میں ضروریات دین سے ہوں جب ان پر نصوص قطعیہ پیش نہ کی جائیں تو مسلمانوں کو احمق بنالینا اور معتقدات اسلام کو مخیلات عوام ٹھہرا دینا ایسے خبثاء کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر نہ ان کے جمیع طرق وادراک تواتر پر دسترس،وہاں ایک ہش میں کام نکل جاتا ہے کہ یہ باب عقائد ہے اس بخاری ومسلم کی بھی صحیح احادحدیثیں مردود ہیں ہاں ایسی جگہ انہیں کے اندھوں کی کچھ کوردبتی ہے تو قرآن عظیم سے کہ بغرض تلبیس عوام،برائے نام اسلام کا ادعا ہو کر قرآن پر صراحۃ انکار کا ٹٹو خردرگل ہے لہذا وہاں تحریف معنوی کے چال چلتے اور کلام اللہ کو الٹتے بدلتے ہیں کہ جب آیت سے مسلمانوں کو ہاتھ خالی کرلیں پھر گونہ وحی شیطانی کاراستہ کھل جائیگا" **واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون** "

(فتاویٰ رضویہ،ج22،ص37)

اعلی حضرتؒ دوسرے مقام فرماتے ہیں:

خبر واحد کا عقیدہ میں قبول ہونا اس شرط کیساتھ کہ اسے صحابہ نے قبول کیا ہو تو یہ خبر واحد ہوتی ہے۔صحابہ کے قبول کرنے سے اجماع وارد ہو گیا اس لیے قبول کیا گیا جیسا کہ اعلی حضرت نے فتاوی رضویہ میں ذکر فرمایا۔

"یشترط ان یکون الامام قرشیا لقولہ علیہ الصلوہ والسلام الائمۃ من قریش وھذا وان کان خبرا واحدا لکن لما رواہ ابو بکر محتجا بہ علی الانصار ولم ینکرہ احد فصار مجمعا علیہ" (جلد14ص188)

فائدہ:

معلوم ہوا عقیدہ میں جس کا اثبات قطعیت سے ہو گا اس کے معارض خبر واحد ہوئی واجب التاویل ہو گی نہ کا قطعیت کا معارض یہی اس قضیے کا مفاد ہے

سوال۔ کیا ملا علی قاری کے نزدیک عقیدہ میں خبر واحد ثابت نہیں ؟

جواب۔ اس قضیے کو ملا علی قاری نے ہی نہیں بلکہ بہت ساروں نے نقل فرمایا مگر اس کا مفاد صرف اتنا ہی ہے جتنا ہم نے بیان کیا۔

فائدہ: ملا علی قاری نے یہ قضیہ اس مقام پر لکھا کہ انبیاء کی تعداد کے متعلق حدیثوں میں اختلاف ہے کیونکہ یہ خبر واحد ہے اس سے قطعی عقیدہ ثابت نہیں ہو گا۔

ملا علی قاری کے نزدیک بھی خبر واحد عقیدہ میں ثابت ہے ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ایک مقام پر لکھا ہے کہ فان الاحاد لا تفید الاعتماد فی الاعتقاد مگر اس کا معنی و مفہوم جس کو ہم واضح کر چکے ہیں۔

(شرح فقہ اکبر ص100)

سوال۔ کیا امام رازی نے لکھا ہے کہ خبر واحد عقیدہ میں ثابت نہیں؟

جواب۔ امام رازی نے تاسیس التقدیس میں کہا ہے مگر خبر واحد جس کی تفسیر ہم کر چکے ہیں اس کے مطابق احتمالات کی وجہ سے قطعی عقائد کا ثابت نہ ہونا علامہ رازی بیان فرما رہے ہیں۔

خود علامہ رازی خبر واحد کی قطع و یقین سے دور ہونے کی وجہ سے عدم اتصاف کی بدولت اس سے عقیدہ کا نہ ثابت ہونا لکھا ہے۔

اعلی حضرت نے فتاوی رضویہ میں کلام فرمایا اور مطلقا خبر واحد عقیدہ میں انکار کرنے والوں کا رد فرمایا، اعلی حضرت نے فرمایا کہ عقیدہ ایسی خبروں سے ثابت نہیں ہوتا جو ضعف کی ہو۔ مگر میں کہتا ہوں اعلی حضرت کا کلام خاص تقیید رفع المقید پر مشتمل ہے۔

ابن الہمام کے نزدیک حجیت خبر واحد:

امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں خبر واحد کے منکر پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگایا ہے۔ اس کا اثبات اخبار مشہورہ سے ہے جو تمام عقیدہ کی کتب میں مذکور ہے اس کے منکر کو بدعتی اور گمراہ کہا گیا۔

"لو انکر المعراج منه فهو مبتدع"

(فتح القدیر ج1 ص260)

ابن عبد البر۔

علامہ ابن عبد البر اندلسی التمہید میں اس بات کا رد فرماتے ہیں کہ خبر واحد سے عقیدہ ثابت نہیں ہوتا۔

"الذی نقول به انه یوجب العمل دون العلم وشهادة شهادتین والاربعه سواء وعلی ذلک اکثر اهل الفقه والاثر کلهم یدینهم بخبر الواحد الاولی فی الاعتقادیات"

(التمہید ج ا ص 8)

شیخ سعید فودہ۔

عرب کے مشہور عالم دین شیخ سعید فودہ من اہل السنہ "عقیدہ طحاویہ" کی شرح کرتے ہوئے پہلی جلد میں اس بات کا رد فرمایا کہ عقیدہ میں خبر واحد ثابت نہیں اور نفیس گفتگو فرمائی۔

وقد اشترط بعض العلماء ان یکون الحدیث الذی یحتج به فی الاعتقاد متواترا و قالو لا حجیة للاحاد فی الاعتقاد ولا خلاف ان المتواتر یعتبر به الاحتجاج به اذا کان واضح المعنی متوافقا مع القرآن والعقل

ولکن اقول وما المانع من ان یحتج بخبر الآحاد ایضا اذا کان محققا الشروط نفسها فاصل الحجیة ثابت للاحاد و انما احتاط بعض العلماء فی التوحید فشرطو التواتر لحساسیة الموضوع ولانه علم اصول الدین فخافوا ان یبینوا اصول الدین علی اخبار احاد

ولکن اذا شرطنا فی حدیث الاحاد کونه صحیح المعنی غیر مخالف للعقل القطعی ولا للقران فما المنع من الاحتجاج به فی علم التوحید ایضا؟خصوصا اذا احتفت به القرائن المویدة مع عدم معارضته للیقین القطعی و یکون اشراطنا لکل هذه الشروط دائما لحدیث الاحاد فیکون من قبیل توارد القرائن العدیدة علی الاحاد فترفعه الی درجة العلم کما قرره بعض المحققین من الاصولیین کابن الحاجب فی مختصره والعلم فی النهایة هو موضع الاحتجاج فکل ما ادی الی العلم سواء کان امرا واحدا او اکثر من واحد فهو حجة والاحاد بانضمام القرائن العدیدة له من حجج عقلیة وقرآن واخبار اخری و غیر ذالک ربما یفید العلم لا باعتباره وحده ولکن بملاحظة انضمامه الی سائر هذه القرائن

ولکن اذا اخذنا خبر الاحاد وحده فانه لا یفید العلم قطعا فلا یجوز الاحتجاج به فی علم التوحید اذا قلنا ان جمیع ما فی علم التوحید مقطوع به او یجوز بناء علی ادخال بعض المسائل الظنیة فیه ولو علی سبیل الالحاق

(شرح الکبیر، ج1، ص26،27)

تحقیق:

میں کہتا ہوں شیخ سعید فودۃ عرب کے مشہور متکلمین میں سے ہیں شاید کہ انکی عبارت کا محمل وہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور انہوں نے اجمالا بیان کیا

یا وہ خبر احاد کی عند المحدثین تقسیم کرتے ہوئے گفتگو فرما رہے ہیں اگر وہ عند المتکلمین تقسیم کرتے تو بہتر ہوتا دوسرا خبر واحد کی حجیت مطلقا ان کے قضیے کا مفاد ہو رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں جس خبر واحد کی تقسیم میں نے کی ہے اسکا اعتبار کیا جائے تو خبر واحد کا عقیدہ کے اعتبار سے اتنا حکم ثابت ہوتا ہے کہ اسکا منکر آثم وخاطی ہے

فائدہ:

میں کہتا ہو بہت سارے مسائل جن کا تعلق عقیدہ سے ہے مگر وہ ایسا عقیدہ نہیں جس سے کفر و گمراہی لازم آئے جس کو آپ متوقف فیہ مسائل بھی کہہ سکتے ہیں بغیر کسی لحاظ کئے جیسے ایمان والدین مصطفی کا مسئلہ۔

عند زاہد الکوثری الحنفی

والاعتقاد عمل قلبی یوخذ من خبر الواحد کما سبق من فخر الاسلام فیکون انکار اخذ الاعتقاد من خبر الاحاد انکارا للدلیل القطعی المفید للعلم الموجب للعمل بخبر الواحد اعم من ان یکون عمل الجوارح وعمل القلب وهو الاعتقاد ماذا یکون موقف الکاتب ازاء هذا حتی علی فرض ان خبر النزول خبر احاد

فیعلم ان حفاظ الامة ما کانوا عابثین فی تدوینهم لاخبار الاخرة والامور الغیبة فی کتبهم ولا کان الائمة لاعبین فی تدوینهم السمعیات فی کتب العقائد رغم خیال هذا الکتاب

(العقیدہ وعلم الکلام ص 67)

خاتمہ

غیر مقلدین اثبات عقیدہ میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مختلف صحابہ کو مختلف علاقوں کی طرف بھیجا انہوں نے عقیدے کا بھی بیان کیا معلوم ہوا کہ خبر واحد عقیدہ میں ثابت ہے اس بات کو البانی نے بھی نقل کیا ہے

جواب: میں کہتا ہوں کہ یہ ہم عرض کر چکے ہیں کہ عقیدہ تو ثابت ہو گا مگر نوعیت اور حکم مختلف ہو گا جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں

مگر یہ یاد رہے کہ صحابی کی خبر اس کے لیے قطعی تھی نہ کے ظنی۔

اور جن عقائد کی اس صحابی نے خبر دی اس کی تفصیلات تو منقول نہیں مگر اس کے اثبات کے ہم قائل ہیں اس بات کا جواب علامہ عبد الوھاب شعرانی نے خوب دیا

انه صلی الله علیه وسلم كان يبعث الاحاد الى القبائل والنواحي:لا يقال :الوارد ببعثه صلى الله عليه وسلم الاحاد اخبار فاثبات حجيته خبر الواحد بها مصادرة على المطلوب فلا تثبت حجيته ؛لانا نقول: التفاصيل الواردة ببعثه الاحاد وان كانت اخبار احاد فجملتها تفيد التواتر كاخبار الدالة على شجاعة على،وجود حاتم،وربما يستدل ايضا بالاجماع السكوتي؛فان الصحابة استدلوا بخبر الواحد ، وعملوا به وشاع ذلک من غير نكير۔ (الملتقات ص 182)

امام قاضی ابی یعلی "العدۃ" میں اسی بات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

ان النبی صلی الله علیه وسلم كان يبعث لتبليغ شرعه واحكامه الى النواحي والقبائل والبلاد احادا فبعث ابا بكر اميرا على الحاج وبعث عمر ساعيا على الصدقة وبعث عليا قاضيا الى اليمن وبعث معاذا جابيا للصدقات الى اليمن وبعث عتاب بن اسيد الى مكة

واليا وبعث مصعب بن عمير الى المدينه وامر مناديا بتحريم الخمر وتحريم صيام ايام منى وغير ذلک مما يکثر نقله فلولا ان خبر الواحد يوجب العمل ما بعث اليهم ما لا يجب العمل عليهم بقوله۔

(العدۃ فی اصول الفقہ ج2ص75)

متوقف فیہ مسائل کا اثبات خبر واحد سے تو در کنار حدیث ضعیف سے بھی ہو جائے گا بلکہ بعض علماء نے تو اس ضعیف حدیث کو خبر واحد کا ناسخ قرار دیا،

تنبیہ:

سیدی اعلی حضرت کے نزدیک اس کا ناسخ ہونا تو درست نہیں،

قال السیوطی فی سبیل النجاۃ مال الی ان اللہ تعالیٰ احیاھما حتی آمنا به طائفة من الائمة وحفاظ الحديث واستندوا الى حديث ضعيف لا موضوع كالخطيب وابن عساكر اوبن شاهين والسهيلي والمحب الطبري والعلامة ناصر الدين ابن المنير وابن سيد الناس ونقله عن بعض اهل العلم ومشى عليه الصلاح الصفدي والحافظ ابن ناصر وقد جعل هولاء الائمة هذا الحديث ناسخا للاحاديث الواردة بما يخالفه ونصوا على انه متاخر عنها فلا تعارض بينه وبينها ۔وقال فی الدرج المنيفة جعلوه ناسخا ولم يبالوا بضعفه لان الحديث الضعيف يعمل به فى الفضائل والمناقب وهذه منقبة هذا كلام هذا الجهبذ وهو فى غاية التحرير ۔

(ج5ص596)

خبر واحد فتوی میں احکام فقہیہ میں شہادت میں اجماعا مقبول ہے اور امور دینیہ ظنیہ میں مطلقا مقبول ہوتی ہے اس کا تعلق چاہے عقیدہ سے ہو جیسا کہ علامہ سبکی فرماتے ہیں:

یجب العمل فی الفتوی والشهادة اجماعا وکذا سائر الامور الدینیه الظنیه سمعا

(جمع الجوامع، ص360)

اس میں کسی کا اختلاف نہیں جیسا کہ علامہ سبکی نے فرمایا

خبر واحد امور ظنیہ میں معتبر ہوتی ہے اس میں بھی کسی کا اختلاف نہیں عقائد جن کا منکر کافر یا گمراہ ہوتا ہے وہ اس سے ثابت نہیں ہوتے اسی لیے فرمایا جاتا ہے کہ خبر واحد عقیدہ میں معتبر نہیں یہی اس قضیہ کا محمل اور مصداق ہے۔عقائد ظنیہ میں خبر واحد ثابت ہو گی اس میں کسی کا اختلاف نہیں اور کبھی ایسا ہو گا کہ تلقی بالقبول یا اجماع امت سے وہ خبر قطعی ہو کر افادہ قطعیت میں معتبر ہو،

جیسا کہ علامہ سبکی فرماتے ہیں:

خبر الواحد لا یفید العلم الا بقرینة،

فائدہ:

علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں کہ خبر واحد اگرچہ ظنی المتن ہوتی ہے مگر کبھی قطعی الدلالہ ہوتی ہے اس کے ساتھ کتاب کی تخصیص کی جاسکتی ہے جو ظنی الدلالہ ہو اگرچہ اس کا متن قطعی ہو

(ج3ص508)

خبر احاد سے عقیدہ قطعی ثابت نہیں ہوتا ہاں قطعی عقائد کے لیے وہ مؤید ضرور ہو سکتی ہے بلکہ مؤید ہونے کیلئے خبر واحد کا صحیح ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا ضعیف حدیث میں اس سے نیا مسئلہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ جو ثابت ہوتا ہے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اگر خبر واحد خبر واحد سے نکل کر خبر متواتر ہو گئی تو وہ قطعیت کے مرتبہ میں آنے کی وجہ سے اس سے عقائد اہل سنت ثابت ہو جائینگے۔

یادرہے کہ ہر عقیدہ قطعیات سے ثابت نہیں ہیں جہاں یہ بات کی جاتی ہے کہ اس کا منکر کافر یا گمراہ ہے تو اس کو قطعی سے ثابت کیا جاتا ہے اور اسی قضیہ کیلئے بولا جاتا ہے الاحاد لاتفید الاعتقاد سمعیات میں بہت سارے عقائد میں خبر آحاد ہی نہیں بلکہ اخبار ضعیفہ بھی لی جاتی ہے مگر متواتر انقل ہوتی ہے ہاں سند میں کلام ہوتا ہے۔۔۔

خویدم العلم

محمد شاہد القادری

(کراچی)

4صفر المظفر1443ھ بمطابق15 ستمبر 2021